"فلما خر تبینت الجن" کی تاویل

محمد عمر اسلم اصلاحی

سورہ سبا کی ایک آیت ہے۔

فَلَمّا قَضَیۡنَا عَلَیۡہِ الۡمَوۡتَ مَادَلّھُمۡ عَلیٰ مَوۡتِہٖ اِلّاَ دَابّۃُ الۡاَرۡضِ تأکُلُ مِنۡسَئاَتَہُ فَلَمّا خَرَّ تَبیَّنَتِ الۡجِنُّ اَن لّوۡکَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ الۡغَیۡبَ مَالَبِثُوۡا فِی الۡعَذَابِ الۡمُھِیۡن (سبا/۱۴)

اس آیت کے آخری ٹکڑے "**فلما خرتبینت الجن أ ن لو کانوا یعلمون الغیب مالبثوا فی العذاب المھین**" کا ترجمہ عام طور سے مفسرین نے یہ کیا ہے۔

"جب سلیمانؑ گر پڑے جناتوں نے جان لیا کہ اگر وہ غیب کی بات جانتے ہوتے تو اس ذلت کے عذاب میں مبتلا نہ رہتے"

مفسرین کی ایک بڑی تعداد نے اس آیت سے یہی مفہوم مراد لیا ہے۔ خصوصاً اردو مترجمین ومفسرین نے تو عام طور سے اسی کو اختیار کیا ہے اسی لئے ان کی تاویل میں بھی بہت حد تک یکسانیت ہے۔

ذیل میں اس ترجمہ اور تاویل کی چند مثالیں پیش کی جارہی ہیں۔

ترجمے اور تاویلات مفسرین: علامہ ابن جریر طبریؒ فرماتے ہیں۔

" وقوله (فلماخرتبينت الجن) يقول عزوجل فلما خرسليمان ساقطا بإنكسارمنسأته تبينت الجن (ان لو كانوا يعلمون الغيب) الذى يدعون علمه (مالبثوا فى العذاب المهين) المذل حولا كاملا بعدموت سليمان وهم يحسبون أن سليمان حى " [۱]

فلما خر تبینت الجن اس میں اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ جب سلیمان اپنے عصا کے ٹوٹنے سے گرے تب جناتوں کو معلوم ہوا کہ اگر وہ بزعم خویش غیب داں ہوتے تو سلیمان کی وفات کے بعد بھی پورے ایک سال تک اس رسوا کن عذاب میں نہ پڑے رہتے یہ سمجھ کر کہ سلیمان زندہ ہیں۔

مولانا اشرف علی تھانوی اس کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں :

''سو جب وہ گر پڑے تب جنات کو حقیقت معلوم ہوئی کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو اس ذلت کی مصیبت میں نہ رہتے''

اور آگے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''سو جب وہ گر پڑے (اور گھن کے کھانے کا تخمینہ سے حساب کرنے سے معلوم ہوا کہ ان کو تو وفات پائے ہوئے ایک سال ہوا) تب جنات کو اپنے دعوائے غیب دانی کی حقیقت معلوم ہوئی (وہ یہ) کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو (سال بھر تک) اس ذلت کی مصیبت میں نہ رہتے''[۲]

مولانا محمد جونا گڈھی نے ترجمہ یہ کیا ہے

''پس جب (سلیمانؑ) گر پڑے اس وقت جنوں نے جان لیا کہ اگر وہ غیب داں ہوتے تو اس ذلت کے عذاب میں مبتلا نہ رہتے''[۳]

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں۔

''جب سلیمانؑ گر پڑا تو جنوں پر یہ بات کھل گئی کہ اگر وہ غیب کے جاننے والے ہوتے تو اس ذلت کے عذاب میں مبتلا نہ رہتے''[۴]

مولانا امین احسن اصلاحیؒ کا ترجمہ یہ ہے۔

''پس جب وہ گر پڑا تب جنوں پر واضح ہوا کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو اس ذلت کے عذاب میں نہ پڑے رہتے''

آگے اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''حضرت سلیمانؑ جس طرح عصا کے سہارے کھڑے تھے اسی طرح بدستور قائم رہے اور جنات اس ڈر سے اپنے کام میں لگے رہے کہ حضرت سلیمان موجود ہیں بالآخر ان پر ایک عرصہ گزر گیا اور اس اثناء میں دیمک نے عصا کو نیچے سے کھالیا جس کے بعد ان کا جسد مبارک زمین پر گرا تب جنات کو احساس ہوا کہ اگر ان کو غیب کا علم ہوتا تو وہ اتنی دیر تک اس بیگار کی ذلت میں گرفتار نہ رہتے''[۵]

مفسرین کی اس تاویل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا علم ہونے سے پہلے جنات اس خودفریبی میں مبتلا تھے کہ وہ غیب داں ہیں جب یہ واقعہ ظہور پذیر ہوا تب انھیں اپنے بارے میں یہ یقین ہوا کہ وہ غیب داں نہیں ہیں یا یوں کہئے کہ تب ان کی آنکھ کا پردہ ہٹا۔لیکن جناتوں کی خودفریبی کا دعویٰ محتاج دلیل ہے۔

اس کے برعکس اس آیت کی ایک تاویل اور ہو سکتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ ''جب سلیمان گرے تو جناتوں کی غیب دانی کا پول کھل گیا یا ان کی غیب دانی کی حقیقت آشکارا ہوگئی۔گوکہ یہ تاویل معروف نہیں ہے لیکن ایسا بھی نہیں ہے کہ مفسرین نے اسے اختیار ہی نہیں کیا ہے۔بعض مفسرین نے تو اسی تاویل کو اختیار کیا ہے اور بعض نے ہر چند کہ اسے راجح قرار نہیں دیا ہے تاہم صحیح تاویل کی حیثیت سے اس کا بھی ذکر کیا ہے۔جن مفسرین نے اسی تاویل کو راجح قرار دیا ہے ان میں علامہ زمخشریؒ، امام فخر الدین رازیؒ، علامہ ابن کثیرؒ، امام قرطبیؒ اور علامہ ابن جوزیؒ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

چنانچہ علامہ زمخشریؒ فرماتے ہیں۔

"(تبینت الجن) من تبین الشئی: إذاظهر وتجلی وأن مع صلتهابدل من الجن بدل الاشتمال كقولك: تبین زید جهله والظهورله فی المعنی أی ظهرأن الجن (لو كانوا یعلمون الغیب مالبثوا فی العذاب)" [1]	جب کوئی چیز ظاہر اور نمایاں ہوجائے تو کہتے ہیں ''تبین الشئی'' اس آیت میں ''أن'' اپنے مابعد کے جملہ کے ساتھ ''الجن'' کا بدل اشتمال ہے۔ جیسے تم یہ کہو ''تبین زید جہلہ'' (زید کا جہل ظاہر ہوگیا) آیت کا مفہوم یہ ہے کہ بات ظاہر ہوگئی کہ اگر غیب کی بات جانتے ہوتے تو عذاب میں نہ پڑے رہتے

امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں:

"كانت الجن تعلم مالايعلمه الانسان فظن أن ذالك القدر علم الغيب وليس كذلك بل الإنسان لم يوت من العلم إلاقليلافهو أكثر الأشياء الحاضرة لايعلمه والجن لم تعلم إلاالأشياء الظاهرة وإن كانت خفية بالنسبة إلى الإنسان وتبين لهم الأمربأنهم لايعلمون الغيب إذلو كانوايعلمونه لمابقوافى الأعمال الشاقة ظانين أن سليمان حی" ۷

جنات وہ باتیں جانتے ہیں جوانسان نہیں جانتا سواس قدر اضافی علم کواس نے علم غیب سمجھ لیا حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ انسان کو بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے اس لئے وہ بہت ساری ظاہری اشیاء کا بھی علم نہیں رکھتا جب کہ جناتوں کواشیاء ظاہرہ کا علم ہے اگر چہ وہ اشیاء ظاہرہ انسانی احاطۂ علم سے باہر ہوں اوراس موقع پر انسانوں پر یہ بات ظاہر ہوگئی کہ جنات غیب داں نہیں ہیں اگر وہ غیب داں ہوتے تو ان اعمال شاقہ میں یہ سمجھ کر نہ پڑے رہتے کہ سلیمانؑ زندہ ہیں۔

اور علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں۔

"فلماأكلتهادابة الأرض وهى (الأرضة) ضعفت وسقط إلى الأرض وعلم أنه قدمات قبل ذالك بمدة طويلة وتبينت الجن والإنس أيضاأن الجن لايعلمون الغيب كما كانوا يتوهمون ويوهمون الناس ذالك" ۸

تو جب زمینی کیڑے نے ان کے عصا کو نیچے سے کھالیا تو وہ کمزور ہوگیا اور حضرت سلیمانؑ زمین پر گر پڑے اور یہ معلوم ہوگیا کہ حضرت سلیمانؑ اب سے بہت پہلے وفات پا چکے ہیں۔نیز جناتوں اورانسانوں کو معلوم ہوگیا کہ جن غیب داں نہیں ہیں جیسا کہ ان کا اپنا گمان بھی ہے اور وہ لوگوں کو باور بھی یہی کراتے ہیں۔

اور امام قرطبیؒ فرماتے ہیں۔

"وأن فی موضع رفع علی البدل من الجن و التقدیر تبین أمرالجن فحذف المضاف أی تبین وظهر للإنس وإنکشف لهم أمرالجن أنهم لا یعلمون الغیب" ۹

اور "أن" موضع رفع میں ہے اور یہ "الجن" سے بدل ہے اس کی اصل ہے "تبین أمرالجن" یعنی جناتوں کا معاملہ ظاہر ہوگیا۔ یہاں مضاف حذف کردیا گیا ہے مطلب یہ ہے کہ انسانوں پر جناتوں کا یہ راز منکشف ہوگیا کہ وہ غیب داں نہیں ہے۔

اور علامہ ابن جوزیؒ فرماتے ہیں۔

" فلما خرّ أی سقط تبینت الجن أی ظهرت وإنکشفت للناس أنهم لا یعلمون الغیب ولوعلموا مالبثوا فی العذاب المهین" ۱۰

جب سلیمانؑ گرے تو انسانوں پر جناتوں کی یہ حقیقت منکشف ہوگئی کہ جنات غیب داں نہیں ہیں۔ اگر وہ غیب داں ہوتے تو اس رسواکن عذاب میں نہ پڑے رہتے۔

اور مولانا مودودیؒ نے اگر چہ راجح اسی کو قرار دیا ہے جسے عام مفسرین نے لیا ہے لیکن درست تاویل کی حیثیت سے اسے بھی نقل کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

"اصل الفاظ ہیں 'تبینت الجن' اس فقرے کا ایک ترجمہ تو وہ ہے جو ہم نے متن میں اوپر کیا ہے اور دوسرا ترجمہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جنوں کا حال کھل گیا یا منکشف ہوگیا پہلی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ خود جناتوں کو پتہ چل گیا کہ غیب دانی کے متعلق ان کا زعم غلط ہے۔ دوسری صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ عام لوگ جو جناتوں کو غیب داں سمجھتے تھے ان پر یہ راز فاش ہوگیا کہ وہ کوئی علم غیب نہیں رکھتے" ۱۱

تاویلات کا تجزیہ:

جہاں تک پہلی تاویل کا تعلق ہے یعنی یہ کہ "جب سلیمانؑ گر پڑے تب جناتوں کو پتہ چلا کہ اگر وہ غیب داں ہوتے تو اس ذلت کی مصیبت میں نہ پڑے

رہتے'' تو وہ درست نہیں معلوم ہوتی کیونکہ اولاً یہ دعویٰ کی جنات علم غیب کے سلسلہ میں اس واقعہ کے ظہور سے پہلے تک خودفریبی میں مبتلا تھے، بے دلیل ہے اور ثانیاً جس سیاق میں یہ واقعہ مذکور ہے اس میں یہ مفہوم تکلف سے خالی نہیں۔

رہی دوسری تاویل یعنی یہ کہ ''جب سلیمانؑ'' گر پڑے تو جناتوں کی غیب دانی کا پول کھل گیا'' تو یہ زیادہ مناسب اور درست معلوم ہوتی ہے۔ اس کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ از روئے لغت جہاں اس کا متعدی معنیٰ آتا ہے لازم بھی آتا ہے۔ بلکہ لازم متعدی سے زیادہ مستعمل اور معروف ہے۔
۲۔ اس تاویل سے کسی اشکال کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔
۳۔ نظم کلام بھی اسی کا متقاضی ہے۔
۴۔ ممتاز مفسر صحابہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اور دیگر کئی اصحاب رسولؐ بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔

تبین کا لغوی معنیٰ:

لغت میں ''تبین'' کے چار معانی بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔ ظاہر ہونا۔ واضح ہونا۔
۲۔ واضح کرنا
۳۔ جان لینا
۴۔ غور فکر اور تحقیق کرنا۔[۱۲]

اس سے معلوم ہوا کہ یہ معنیٰ از روئے لغت لازم اور متعدی دونوں مستعمل ہے۔ اور جب دونوں کا استعمال ہے تو جہاں جو مفہوم زیادہ مناسب اور برمحل ہو وہاں وہی مفہوم لیا جائے گا۔

اس تاویل سے کسی اشکال کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی:

اگر اس آیت کی تاویل کی جائے کہ ''جب سلیمانؑ گرے تب جنات کو حقیقت معلوم ہوئی کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو اس ذلت کی مصیبت میں نہ پڑے

رہتے'' تو جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا کہ اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر جنات اس خودفریبی میں مبتلا نہیں تھے کہ وہ غیب داں ہیں تو اس اسلوب کلام کا موقع ومحل کیا ہے؟'' أن لو کانوا یعلمون الغیب مالبثوا فی العذاب المھین ''یعنی (اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو اس ذلت کے عذاب میں نہ پڑے رہتے) بات سیدھے سیدھے یوں کہی گئی ہوتی ''فلما خر تبینت الجن أنه قدمات '' (جب سلیمانؑ گرے تب جناتوں کو پتہ چلا کہ وہ وفات پا چکے ہیں۔ اور اگر وہ واقعی کسی خودفریبی میں مبتلا تھے تو ان کی خودفریبی کی دلیل چاہئے جو کہیں نہیں ملتی۔ اس لئے اس کی وہی تاویل مناسب ہوگی جو ابن کثیرؒ وغیرہ نے کی ہے۔ اس سے کسی اشکال کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

نظم کلام:

آیت زیر بحث جس پس منظر میں آئی ہے وہاں کفار ومشرکین کی بعض غلط فہمیوں کا ازالہ کیا گیا ہے اور اندازہ یہ ہوتا ہے کہ یہ غلط فہمیاں حضرت سلیمانؑ کے زمانہ کے لوگوں کو بھی تھیں چنانچہ اوپر آیات ۱۰ تا ۱۳ میں ان کی اس غلط فہمی کا ازالہ کیا گیا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے اقتدار کا استحکام اور اس کی وسعت جناتوں کی بدولت ہے اس سلسلۂ کلام کے آخر میں فرمایا۔ اعملوا آل داؤ دشکراً' (اے آل داؤد اللہ کا شکر ادا کرو) جس نے تم پر یہ سارے احسانات کئے کہ بحر وبر کا سفر تمھارے لئے آسان کیا، جنگی اسلحہ جات کی تیاری کے سامان بہم پہونچائے، تمھارے تصرف میں پرندوں اور جناتوں تک کو دے دیا۔ اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہتا تو اتنے عظیم اقتدار کے مالک تم نہ ہوتے۔ تمھارے اقتدار کا استحکام دراصل اللہ تعالیٰ کی کرم فرمائی ہے اور یہ ساری تفصیلات بیان کر کے اللہ تعالیٰ نے کفار ومشرکین کے اس تصور کو باطل قرار دیا کہ حضرت سلیمانؑ کا اقتدار جناتوں کا رہین منت ہے اور اب اس آیت میں ان کی یہ غلط فہمی دور کی جارہی ہے کہ جنات۔

اگر ان خام عقیدہ انسانوں کی طرح جنات خود بھی اپنے بارے میں یہ خیال رکھتے ہوتے کہ واقعی وہ غیب داں ہیں تو بیشک یہ بات ان سے بھی کہنے کی تھی لیکن فی الواقع ایسا ہے نہیں کیونکہ:

اولاً مسئلہ غیب دانی کے سلسلہ میں دوسروں کے بارے میں تو لوگوں کو غلط فہمی

ہوسکتی ہے لیکن خود اپنے ہی سلسلہ میں غلط فہمی بقید ہوش و ہواس ممکن نہیں خواہ وہ انسان ہوں کہ جنات۔

ثانیاً اس پورے سلسلۂ کلام میں جناتوں کا عقیدہ و تصور سرے سے زیر بحث ہی نہیں۔

روایت سے استدلال:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور دیگر کئی اصحاب رسولؐ سے ایک روایت منسوب ہے جسے علامہ ابن جریر طبریؒ نے بھی اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے۔اس روایت میں اس آیت کی تفسیر یوں بیان کی گئی ہے۔

تبین أمرهم للناس أنهم كانوا يكذبون ۱۳؎	انسانوں پر جناتوں کا یہ پول کھل گیا کہ وہ جو غیب دانی کا دعوی کرتے تھے جھوٹ بولتے تھے۔

اس روایت سے یہ تو معلوم ہوتا ہے جنات دوسروں پر دھونس جمانے کے لئے اپنی غیب دانی کا دعویٰ کرتے تھے لیکن یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ اپنی غیب دانی کے تعلق سے کسی غلط فہمی میں بھی مبتلا تھے۔

اس روایت کی اہمیت کے دو پہلو ہیں:

۱۔ یہ روایت نفس مضمون قرآن کی تائید کرتی ہے

۲۔ اس کے راوی کئی اجلۂ صحابہؓ ہیں جن میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں جن کی قرآن فہمی سے دنیائے علم آگاہ ہے۔

خلاصۂ بحث:

مندرجہ بالا تفصیلات سے ثابت ہوتا ہے کہ '' **فلما خر تبينت الجن** الخ'' کی وہ تاویل تکلف سے خالی نہیں ہے جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ جب حضرت سلیمانؑ اپنی وفات کے بہت دنوں بعد عصا کے کرم خوردہ ہوجانے سے گرے تب جناتوں کو پتہ چلا کہ وہ غیب داں نہیں ہیں۔ ورنہ اس سے پہلے وہ اس خود فریبی میں مبتلا تھے کہ وہ غیب کی بھی خبر رکھتے ہیں۔ بلکہ صحیح تاویل یہ ہے کہ جب حضرت سلیمانؑ عصا

کے کرم خوردہ ہوکر گر جانے کے بعد زمین پر گرے تب لوگوں پر جناتوں کے دعوائے غیب دانی کا پول کھلا اور ان کی یہ پوزیشن یوں واضح ہوئی کہ اگر وہ غیب داں ہوتے تو حضرت سلیمانؑ کی وفات کے بعد بھی محض ان کے خوف سے ایک طویل عرصے تک بیگاری میں نہ جتے رہتے۔ بلکہ جیسے ہی حضرت سلیمانؑ کی وفات ہوئی تھی اپنے علم غیب سے ان کی وفات کا پتہ لگا کر فوراً ہی اپنی ڈیوٹی چھوڑ کر ہٹ گئے ہوتے۔

☆☆☆

مراجع وحواشی

١۔ الامام ابوجعفر محمد بن جریر الطبریؒ، جامع البیان عن تاویل ای القرآن، الجزء الثانی والعشرون، شرکۃ مکتبۃ و مطبعۃ مصطفیٰ البابی بمصر، الطبعۃ الثالثۃ ۱۳۸۸ھ۔۱۹٦۸، ص ۷۳۔۷۴

٢۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ، بیان القرآن، ج ۹، ص ۷۷

٣۔ مولانا محمد جونا گڈھیؒ، ترجمہ قرآن، سورہ سبا آیت ۱۴ کا ترجمہ

۴۔ مولانا سید ابوالاعلی مودودیؒ، تفہیم القرآن، مرکزی مکتبہ اسلامی ہند طبع دوم جنوری ۱۹٦۹ء، جلد ۴، ص ۱۹۰

۵۔ مولانا امین احسن اصلاحیؒ، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، پاکستان، جون ۱۹۸۴ء، جلد ٦، ص ۳۰٦

٦۔ العلامۃ جاراللہ الزمخشریؒ، الکشاف، مطبع دارالمعرفۃ للطباعۃ والنشر، بیروت، جلد ۳ ص ۲۸۳

۷۔ الامام فخر الدین الرازیؒ، التفسیر الکبیر، دارالاحیاء التراث العربی، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ، الجزء الخامس والعشرون، ص ۲۵۰

۸۔ العلامۃ ابن کثیرؒ، مختصر تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۴

۹۔ ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبیؒ، الجامع لاحکام القرآن، تفسیر سورۃ السبا،

١٠۔ الامام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن الجوزیؒ زادالمسیر فی علم التفسیر، تفسیر سورۃ السبا

١١۔ تفہیم القرآن، ج ۴ ص ۱۹۰

١٢۔ لسان العرب لجمال الدین محمد بن مکرم الافریقی المصری۔ القاموس لمجد الدین الفیروزآبادی، المعجم الوسیط۔

١٣۔ جامع البیان عن تاویل ای القرآن۔ ص ۷۳۔۷۴